(۳۰)

خوف وحُزن سے نجات سچائی کی علامت ہے

(فرمودہ ۱۰۔جولائی ۱۹۱۴ء)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصَّابِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [۱]

اس کے بعد فرمایا:۔

کوئی دنیا کا انسان اپنے پیاروں اور عزیزوں کو مصیبت اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔اگر دو آدمیوں میں خفیف سے خفیف بھی محبت یا تعلق ہو تو ایک کی تکلیف کا اثر دوسرے پر ضرور پڑے گا۔باپ اپنے بیٹے کو مصیبت میں دیکھ کر کبھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ خود آرام سے بیٹھا رہے۔اور اسی طرح بیٹا باپ کو تکلیف میں دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ بھائی بھائی کی تکلیف کو، دوست دوست کی تکلیف کو، بیوی خاوند کی تکلیف کو اور خاوند بیوی کی تکلیف کو دیکھ کر آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔غرضیکہ جن انسانوں کا آپس میں ذرا بھی تعلق ہوتا ہے ان کو ایک دوسرے کی تکلیف دیکھ کر ضرور درد پیدا ہو جاتا ہے۔

بہت سے واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے اور بچہ اندر ہے تو باپ یا ماں نے آگ میں کود کر یا تو بچے کو بچا لیا یا خود بھی اس کے ساتھ جل کر کباب ہو گئی ہے۔تو محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت اور پیار ہوتا ہے اس کی ہر ایک تکلیف

دور کرنے کیلئے اپنی جان تک قربان کردی جاتی ہے۔اور مصیبت کے وقت ہی کسی کے پیار کا پتہ لگتا ہے یہ ایک عام شعر ہے کہ:۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست در پریشاں حالی ودر ماندگی

بہت لوگ کہنے کو تو کہتے ہیں کہ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے لیکن موقع پر چھوڑ دیتے ہیں۔حقیقی محبت اور پیار کا یہی ایک نشان ہے کہ اگر ایک دوست کو کوئی تکلیف پہنچے تو دوسرا دوست بھی اس تکلیف کو محسوس کرے اور اس کے دور کرنے کی کوشش میں لگ جائے اور اگر کوئی اپنے دوست کو مصیبت میں دیکھ کر اس کی مدد، تائید اور نصرت نہ کرے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کو اس سے کوئی تعلق اور محبت نہیں ہے۔تو جب ہم روزانہ انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ ذرا ذرا سے تعلق کی وجہ سے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بچانے کیلئے جان بھی قربان کر دیتے ہیں تو اگر کسی جماعت سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہو تو باوجود اس کے وہ مصیبت کی زندگی دنیا میں بسر کرتی ہو اور خدا تعالیٰ اس کیلئے آرام کے سامان مہیا نہ کرتا ہو اور تکالیف سے بچنے میں ان کی مدد نہ کرتا ہو۔حالانکہ انسان تو کسی کی مدد کرتے ہوئے اپنی کوئی چیز کھو کر مدد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ تو اس سے بھی پاک ہے کیونکہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو مصیبت سے بچایا ہو اور خود مصیبت میں پڑ گیا ہو۔یا خدا تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت دی ہو تو اس کا خزانہ خالی ہو گیا ہو۔بائیبل میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے سات دن میں زمین کو بنایا اور پھر تھک گیا[۲] لیکن اسلام کا یہ مسئلہ نہیں ہے۔تو جب خداوند تعالیٰ کے خزانہ میں کسی کو مالا مال کر دینے کی وجہ سے کمی نہیں آئی اور کسی کو مصیبت سے بچانے کی وجہ سے اسے خود کچھ تکلیف برداشت نہیں کرنی پڑتی تو پھر اگر کسی جماعت یا گروہ سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ہو اور وہ مشکلات میں پڑی رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے تو ہم کہیں گے کہ اس قوم کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس معیار کے ماتحت جب ہم تمام مذاہب کو پرکھتے ہیں تو اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔

یوں تو ہر ایک مذہب اس بات کا دعویدار ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہم سے بڑا تعلق ہے اور ہم سے بڑی محبت رکھتا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔اگر ایک شخص جس کا کسی دنیا کے مذہب سے تعلق نہیں وہ تمام مذاہب سے علیحدہ ہو کر یہ سوال کرے کہ میں کس مذہب کو اختیار کروں اور مجھے اس بات کا ثبوت دو کہ کونسا مذہب سچا ہے تو صرف

یہی ایک زندہ ثبوت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا کہ جس مذہب کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت تمہیں شامل نظر آتی ہے وہی سچا ہے اور جس کے ساتھ تائید نہیں وہ جھوٹا ہے اور اس کے سچا ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ فلاں حاکم سے میرا تعلق ہے تو اس کا ثبوت وہ یہ دے گا کہ اگر کوئی مصیبت کا تکلیف کا وقت آئے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ حاکم اس کو دکھ سے نہیں چھڑاتا یا اس کے سر پر آئی ہوئی آفت کو دور کرنے میں اس کی مدد نہیں کرتا تو اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر ایک شخص کو جب کوئی تکلیف پہنچے تو فوراً اس ملک کا بادشاہ اس کی مدد کیلئے آمادہ ہو جائے اور اگر اسے مالی مشکلات پیش آئیں تو بادشاہ کے خزانے اس کیلئے کھول دیئے جائیں۔ اور اگر اسے کوئی ذلیل کرنا چاہے تو بادشاہ اس کی عزت قائم کر دے تو کیا ان نشانات کو دیکھ کر بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بادشاہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یا ایک شخص بادشاہی دربار میں ذلیل کیا جاتا ہو لوگ اُسے دکھ دیتے ہوں لیکن بادشاہ کو کوئی پرواہ نہ ہو تو کیا کوئی یہ بات مان سکتا ہے کہ اس شخص کا تعلق بادشاہ سے ہے خواہ وہ کتنا ہی کہتا رہے۔ اسی معیار کو خدا تعالیٰ نے پیش کر کے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو مومن کہلاتے ہیں اور وہ جو یہودی اور نصاریٰ اور صابی کہلاتے ہیں جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت نیک عمل کرتا ہے ایسے لوگوں کو اس کی طرف سے بڑے بڑے اجر ملیں گے اور ایسے لوگوں کیلئے کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ انہیں کوئی حُزن ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ نے سچے مذہب کا یہ معیار فرمایا ہے کہ قرآن ایک ایسے زمانہ میں اُترا ہے کہ جو اس کو مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سچا ہے۔ تو جب ہر ایک مذہب سچا ہونے کا ہی دعویٰ کرتا ہے تو جو در حقیقت سچا مذہب ہے اس کی دوسرے مذاہب پر کوئی فضیلت ہونی چاہیئے اور ساتھ ہی اس فضیلت کی دلیل بھی ہونی چاہیئے۔ پس سچے مذہب کی فضیلت کی یہ دلیل ہے کہ اس پر چلنے والے عمل صالح کرنے والے لوگ ہوں گے جو کہ خدا تعالیٰ کے پیارے ہوں گے۔ اور ان کو بڑے بڑے انعام دیئے جائیں گے اور ان کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اگر انہیں پچھلی تکالیف کی وجہ سے کوئی حُزن اور ملال ہوگا تو ان پر ایسے انعام کئے جائیں گے کہ وہ بھی بھول جائیں گے۔ اب اگر کسی مذہب والے کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیارے ہیں۔ اور ہم سے خدا تعالیٰ کا تعلق ہے لیکن وہ

خوف میں ہیں، تکالیف اٹھاتے ہیں اور حزن میں مبتلا ہیں تو وہ کبھی سچے مذہب کے پیرو نہیں ہو سکتے۔ لیکن جن لوگوں کو انعام ملیں اور ان کے خوف وحزن دور ہو جائیں وہی سچے مذہب کے معتقد کہلا سکتے ہیں۔

اب دیکھو کہ کس زمانہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کتنے آدمی تھے اور وہ کس حالت میں تھے۔ بہت تھوڑے لوگ تھے جو کہ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑا درجہ رکھتے تھے۔ لوگوں کے خیال میں وہ بے کار اور فضول تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں وہی بلند ہونے والے تھے۔ ان کے مقابلہ میں یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور کفار کی بڑی سلطنتیں تھیں یا ان کے جتھے تھے مگر باوجود اس قدر ملک اور طاقت رکھنے کے انہیں ذلیل اور خوار ہونا پڑا۔ پہلے انہیں کوئی غم اور حُزن نہ تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ پر آکر وہ مختلف قسم کے خوف اور حُزن میں مبتلا ہو گئے۔ پس یہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی مذہب کو سچا ثابت کرتی ہیں کیونکہ انہی باتوں سے پتہ لگتا ہے کہ فلاں جماعت کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے اور فلاں کا نہیں ہے۔ کسی مذہب کی سچائی کی یہ علامت ہمیشہ کے لئے قائم ہے کہ اگر اس کے پیروؤں سے خوف وحُزن جاتا رہے اور خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کے دروازے ان پر کھل جائیں تو وہ سچا ہے۔ لیکن اگر وہ خوف وحزن میں مبتلا ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ آجکل مسلمان قسم قسم کے خوفوں اور حزنوں میں جو مبتلا ہیں تو اگر یہ سچے مسلمان ہوتے تو خدا تعالیٰ کیوں انہیں ذلیل کرتا۔ اور کیوں یہ تباہ ہوتے جاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے وہ انہیں ان تکالیف سے نجات بھی نہیں دلاتا۔

پس تم اپنے اعمال پر غور کرو اور جس وقت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ان تعلقات میں کوئی کمی واقع ہو گئی ہے اور تمہیں خوف وحزن میں مبتلا ہونا پڑا ہے تو فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [۳] پس اگر تم کسی خوف یا حزن میں مبتلا ہو جاؤ تو فوراً اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے مضبوط تعلق پر قائم رہیں اور ہمارے خوف دور ہو کر ترقی کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے نجات دے اور جس طرح اپنے پاک بندوں

کی ہمیشہ تائید کرتا ہے ہماری بھی کرے۔آمین ثم آمین۔

(الفضل ۱۶۔جولائی ۱۹۱۴ء)

۱ البقرۃ:۶۳
۲ پیدائش باب ۲ آیت ۱ تا ۳ (مفہومًا)
۳ الرّعد:۱۲